(50) تو مُردوں سے آسودہ تر ہو وہ طبقہ — زمانہ مبارک ملے جس کو ایسا
پہ جب اہلِ دولت ہوں اشرار دنیا — نہ ہو عیش میں جن کو اوروں کی پروا
نہیں اس زمانے میں کچھ خیر و برکت
اقامت سے بہتر ہے اُس وقت رحلت"

(51) دیے پھیر دل اُن کے مکر و ریا سے — بھر اُن کے سینے کو صدق و صفا سے
بچایا انھیں کذب سے افترا سے — کیا سُرخ رو خلق سے اور خدا سے
رہا قولِ حق میں نہ کچھ باک اُن کو
بس اک شوب میں کر دیا پاک اُن کو

(52) کہیں حفظِ صحت کے آئیں سکھائے — سفر کے کہیں شوق اُن کو دلائے
مفاد ان کو سوداگری کے سُجھائے — اصول ان کو فرماندہی کے بتائے
نشانِ راہ و منزل کا ایک اک دکھایا
بنی نوع کا ان کو رہبر بنایا

(53) ہوئی ایسی عادت پہ تعلیم غالب — کہ باطل کے شیدا ہوئے حق کے طالب
مناقب سے بدلے گئے سب مثالب — ہوئے روح سے بہرہ ور ان کے قالب
جسے راج رد کر چکے تھے وہ پتھر
ہُوا جا کے آخر کو قائم سرے پر

(54) جب اُمّت کو سب مل چکی حق کی نعمت — ادا کر چکی فرض اپنا رسالت
رہی حق پہ باقی نہ بندوں کی حجّت — نبی نے کیا خلق سے قصدِ رحلت
تو اسلام کی وارث اک قوم چھوڑی
کہ دنیا میں جس کی مثالیں ہیں تھوڑی

(55) سب اسلام کے حکم بردار بندے — سب اسلامیوں کے مددگار بندے
خدا اور نبی کے وفادار بندے — یتیموں کے رانڈوں کے غمخوار بندے
رہِ کفر و باطل سے بیزار سارے
نشے میں مئے حق کے سرشار سارے

(56) جہالت کی رسمیں مٹا دینے والے — کہانت کی بنیاد ڈھا دینے والے
سر احکامِ دیں پر جھکا دینے والے — خدا کے لیے گھر لٹا دینے والے
ہر آفت میں سینہ سپر کرنے والے
فقط ایک اللہ سے ڈرنے والے

(57) اگر اختلاف ان میں باہم دگر تھا — تو بالکل مدار اس کا اخلاص پر تھا
جھگڑتے تھے لیکن نہ جھگڑوں میں شر تھا — خلاف آشتی سے خوش آیندہ تر تھا
یہ تھی موج پہلی اس آزادگی کی
ہرا جس سے ہونے کو تھا باغ گیتی!

(58) نہ کھانوں میں تھی واں تکلف کی کلفت — نہ پوشش سے مقصود تھی زیب و زینت
امیر اور لشکر کی تھی ایک صورت — فقیر اور غنی سب کی تھی ایک حالت
لگایا تھا مالی نے اک باغ ایسا
نہ تھا جس میں چھوٹا بڑا کوئی پودا

(59) خلیفہ تھے امت کے ایسے نگہباں — ہو گلے کا جیسے نگہبان چوپاں
سمجھتے تھے ذمی و مسلم کو یکساں — نہ تھا عبد و حر میں تفاوت نمایاں
کنیز اور بانو تھیں آپس میں ایسی
زمانے میں ماں جائی بہنیں ہوں جیسی

(60) رہ حق میں تھی دوڑ اور بھاگ ان کی — فقط حق پہ تھی جس سے تھی لاگ ان کی
بھڑکتی نہ تھی خود بخود آگ ان کی — شریعت کے قبضے میں تھی باگ ان کی
جہاں کر دیا نرم نرما گئے وہ
جہاں کر دیا گرم گرما گئے وہ

(61) کفایت جہاں چاہیے واں کفایت — سخاوت جہاں چاہیے واں سخاوت
جچی اور تلی دشمنی اور محبت — نہ بے وجہ الفت نہ بے وجہ نفرت
جھکا حق سے جو جھک گئے اس سے وہ بھی
رکا حق سے جو رک گئے اس سے وہ بھی

(62) ترقی کا جس دم خیال ان کو آیا — اک اندھیر تھا ربع مسکوں میں چھایا
ہر اک قوم پر تھا تنزل کا سایہ — بلندی سے تھا جس نے سب کو گرایا
وہ نیر جو ہیں آج گردوں کے تارے
دھندلکے میں پستی کے پنہاں تھے سارے

(63) نہ وہ دور دورہ تھا عبرانیوں کا — نہ وہ بخت و اقبال نصرانیوں کا
پراگندہ دفتر تھا یونانیوں کا — پریشاں تھا شیرازہ ساسانیوں کا
جہاز اہل روما کا تھا ڈگمگاتا
چراغ اہل ایراں کا تھا ٹمٹماتا

(64) ادھر ہند میں ہر طرف تھا اندھیرا — کہ تھا گیان گن کا لدا یاں سے ڈیرا
ادھر تھا عجم کو جہالت نے گھیرا — کہ دل سب نے کیش و کنش سے تھا پھیرا
نہ بھگوان کا دھیان تھا گیانیوں میں
نہ یزداں پرستی تھی یزدانیوں میں

(65) ہوا ہر طرف موج زن تھی بلا کی — گلوں پر چھری چل رہی تھی جفا کی
عقوبت کی حد تھی نہ پرسش خطا کی — پڑی لٹ رہی تھی ودیعت خدا کی
زمیں پر تھا ابر ستم کا دڑیڑا
تباہی میں تھا نوع انساں کا بیڑا

(66) وہ قومیں جو ہیں آج غمخوارِ انساں　　درندوں کی اور ان کی طینت تھی یکساں
جہاں عدل کے آج جاری ہیں فرماں　　بہت دور پہنچا تھا واں ظلم و طغیاں
بنے آج جو گلہ باں ہیں ہمارے
وہ تھے بھیڑیئے آدمی خوار سارے

(67) ہنر کا جہاں گرم بازار ہے اب　　جہاں عقل و دانش کا بیوپار ہے اب
جہاں ابرِ رحمت گہر بار ہے اب　　جہاں ہُن برستا لگاتار ہے اب
تمدّن کا پیدا نہ تھا واں نشاں تک
سمندر کی آئی نہ تھی موج واں تک

(68) نہ رستہ ترقی کا کوئی کھلا تھا　　نہ زینہ بلندی پہ کوئی لگا تھا
وہ صحرا انھیں قطع کرنا پڑا تھا　　جہاں نقشِ پا تھا نہ شورِ درا تھا
جونہی کان میں حق کی آواز آئی
لگا کرنے خود ان کا دل رہنمائی

(69) گھٹا اک پہاڑوں سے بطحا کے اُٹھی　　پڑی چار سو یک بیک دھوم جس کی
کڑک اور دمک دُور دُور اس کی پہنچی　　جو ٹیگس پہ گرجی تو گنگا پہ برسی
رہے اُس سے محروم آبی نہ خاکی
ہری ہو گئی ساری کھیتی خدا کی

(70) کیا امیوں نے جہاں میں اُجالا　　ہوا جس سے اسلام کا بول بالا
بتوں کو عرب اور عجم سے نکالا　　ہر اک ڈوبتی ناؤ کو جا سنبھالا
زمانے میں پھیلائی توحیدِ مطلق
لگی آنے گھر گھر سے آواز حق حق

(71) ہوا غلغلہ نیکیوں کا بدوں میں　　پڑی کھلبلی کفر کی سرحدوں میں
ہوئی آتش افسردہ آتشکدوں میں　　لگی خاک سی اُڑنے سب معبدوں میں
ہوا کعبہ آباد سب گھر اُجڑ کر
جمے ایک جا سارے دنگل بچھڑ کر

(72) لیے علم و فن ان سے نصرانیوں نے　　کیا کسبِ اخلاق روحانیوں نے
ادب ان سے سیکھا صفاہانیوں نے　　کہا بڑھ کے لبیک یزدانیوں نے
ہر اک دل سے رشتہ جہالت کا توڑا
کوئی گھر نہ دنیا میں تاریک چھوڑا

(73) ارسطو کے مُردہ فنوں کو جلایا　　فلاطون کو زندہ پھر کر دکھایا
ہر اک شہر و قریے کو یوناں بنایا　　مزا علم و حکمت کا سب کو چکھایا
کیا برطرف پردہ چشمِ جہاں سے
جگایا زمانے کو خوابِ گراں سے

74 ہر اک میکدے سے بھر لا کے ساغر   ہر اک گھاٹ سے آئے سیراب ہو کر
گرے مثلِ پروانہ ہر روشنی پر   گرہ میں لیا باندھ حکمِ پیمبر
کہ "حکمت کو اک گم شدہ لال سمجھو
جہاں پاؤ اپنا اسے مال سمجھو"

75 ہر اک علم کے فن کے جویا ہوئے وہ   ہر اک کام میں سب سے بالا ہوئے وہ
فلاحت میں بے مثل و یکتا ہوئے وہ   سیاحت میں مشہورِ دنیا ہوئے وہ
ہر اک ملک میں ان کی پھیلی عمارت
ہر اک قوم نے ان سے سیکھی تجارت

76 کیا جا کے آباد ہر ملک ویراں   مہیا کیے سب کے راحت کے ساماں
خطرناک تھے جو پہاڑ اور بیاباں   انھیں کر دیا رشکِ صحنِ گلستاں
بہار اب جو دنیا میں آئی ہوئی ہے
یہ سب پود انھی کی لگائی ہوئی ہے

77 یہ ہموار سڑکیں یہ راہیں مصفا   دو طرفہ برابر درختوں کا سایہ
نشاں جا بجا میل و فرسنگ کے برپا   سرِ رہ کنوئیں اور سرائیں مہیا
انھی کے ہیں سب نے یہ چربے اتارے
اسی قافلے کے نشاں ہیں یہ سارے

78 سدا ان کو مرغوب سیر و سفر تھا   ہر اک برِ اعظم میں ان کا گزر تھا
تمام ان کا چھانا ہوا بحر و بر تھا   جو لنکا میں ڈیرا تو بربر میں گھر تھا
وہ گنتے تھے یکساں وطن اور سفر کو
گھر اپنا سمجھتے تھے ہر دشت و در کو

79 جہاں کو ہے یاد ان کی رفتار اب تک   کہ نقشِ قدم ہیں نمودار اب تک
ملایا میں ہیں ان کے آثار اب تک   انھیں رو رہا ہے ملیبار اب تک
ہمالہ کو ہیں واقعات ان کے ازبر
نشاں ان کے باقی ہیں جبرالٹر پر

80 نہیں اس طبق پر کوئی برِ اعظم   نہ ہوں جس میں ان کی عماراتِ محکم
عرب، ہند، مصر، اندلس، شام، دیلم   بناؤں سے ہیں ان کی معمور عالم
سرِ کوہِ آدم سے تا کوہِ بیضا
جہاں جاؤ گے کھوج پاؤ گے ان کا

81 وہ سنگیں محل اور وہ ان کی صفائی   جمی جن کے کھنڈروں پہ ہے آج کائی
وہ مرقد کہ گنبد تھے جن کے طلائی   وہ معبد جہاں جلوہ گر تھی خدائی
زمانے نے گو ان کی برکت اٹھا لی
نہیں کوئی ویرانہ پر ان سے خالی